

فداوند کا کلام اب تک قائم ہے

(۱- پطرس - ۱/۵) بائبل کے جواز کے حوالے سے

۱۵/۱/۹۶ ۶۱۵۲۱

# زندہ جاوید بائبل یاوید

بجواب

بائبل کا جواز مصنفینڈت جو جوت - آریہا سفر - اگرہ

من تصنیف

مصنف ضرتہ عیسوی تاویل القرآن فصاحت قرآن  
منارة البیضاء و دیگر کتب مناظرہ

پنجاب ریجنس بک سوسائٹی لٹرائٹری

۱۹۲۶ء

پہلا نمبر ۱۰۰۰

# زندہ جاوید یا میل یاوید

تصیہ میکس نر کو خدا غیری رحمت کرے۔ اس کی اور اس کے رفیقوں کی بدولت  
میں نے قدیم و جدید جملہ مذاہب کی مقدس کتابوں کو شوق سے پڑھا۔ چاروں ویدوں  
شکھ بھی میری مناظرہ کیسا غہ مجھ کو شروع سے لچھی رہی۔ پس باقی آریہ سماج اور  
اس کے شاگرد سشیہ گوردوت و دیارتھی اور نیز بعض سناستی پنڈتوں کی تصنیفات  
پر بھی کچھ وقت ضائع کیا۔ مگر آریوں کی کتب مناظرہ کیلئے مضامین جو اردو میں بھی گئیں  
مجھ کو کبھی التفات نہیں ہوا کچھ تو اس لئے کہ سستیادتھ پرکاش کے مطالعہ  
کے بعد میں ان کے کسی تحقیق کا متوقع نہیں ہو سکتا تھا اور کچھ اس لئے کہ شاید  
یوں بھلا منہ سمجھ کر یہ لوگ اکثر اردو کی ایسی ٹانگ توڑتے ہیں کہ ان کی تقریر سنا  
یا تحریر پڑھنا اپنی زبان بگاڑنا ہے۔ ممکن ہے کہ ان قدسی نفسوں کا سلوک اس کو

یہ نام نہ کہنے کی غرض سے محمد ہو۔ کہ نگاری فرشتہ پانچاٹے بلکہ میں اکثر سہرت  
مہول کہ اچھا ہوتا ہو یہ لوگ سوامی دیا بند کی آرزو برلاستے۔ اور اردو پر کم کی  
نظر نہ فرماتے

مجھے یہ احساس ہوتا کہ تو یہ احساس کرتے

پہنٹ دیا تہا پستہ مافی الضمیر کو ہندوؤں کی عام بھاشا میں بھی طبع  
اور انہیں کر سکتے تھے شاید اس لئے کہ ان کے خیالات سہل سے لکھنے پر تھے  
دیکھتے ہیں لگان کے پروان مسلمان کی کیا شہر کے ساتھ اقصاء نہ کر سکیں تو  
کیا شکایت +

آج بہت سے مسلمان اس سے کوئی نہ دیکھ کر میں آریوں کے دین سے براہوں  
نہیں ہیں جس جیت اچھا ہے میں اسکو اچھا مانتا ہوں اور ہندوستان پر اس کی

سے رونا کٹھن ہوتا ہے لیکن وہ کہہ کر کہ میں چاہتا ہوں کہ جو وقت دلش فانی سوامی جانتا  
سرمولی جی صاحب نے میرا دل بھڑکا کہ کام نہیں کیا۔ اس وقت ان کو خیال تھا کہ ان کی کتاب  
اردو پر تھی۔ دہ تانگوں میں ہندی بھاشا کے پڑھنے کا شوق پیدا ہو۔

سکھ ہی تھے۔ قسط لکھیں تین تھے پرکاش کی زبان گوہندی ہے مگر ہندوؤں کے دھرم لکھی  
ہوئی ہے جس کے کہان کی طرف ان کے دوسرے گورو صبح خیال کیا کہ لکھ ہندی زبان کی صورت  
و تو کہ اس سے اس جہلی ہندوؤں میں اور خیال ہی وہ ہے کہ اس کتاب کے دینی مسائل کو  
ہندی زبان کو ترجمہ نہ کر سکتے ہوں کی زبان میں سمجھ سکتے۔۔۔۔۔ اصل کتاب میں بھی بہت سے  
سفر نہ لکھیں کہ ان کے خطوط میں جو بھی لکھے تھے ان میں نہ ہوں میں نہیں آتا تھا۔

کا یہ بلی کو شامی، دیان بیٹے ہندی مسیحی اور عہدی کی فتح کے آثار میں شمار  
کرتا ہوں ہندوؤں کے دین میں ان کا جو ایک برکت ہے۔ توحید کی تعلیم کو ناقص  
صورت میں بھی بہت پرستی کی جگہ ذات پانت کے قیور سے اہل ہند کو آنا و  
کر کے ایک ہندی زبان کے کو شش بہا سے دلائل کو شاد اور آکھوں کو روشن  
کرنے والی ہیں بلکہ تیس تو ان کے تیلان و بھیاں کے اعتبار سے ان لوگوں کو نہیں  
کوشاں سمجھتا ہوں بلکہ ہندوؤں کے بچے بھی و دیہاتی حالت میں صورت میں سمجھتے  
عوام کو سمجھانے کے لیے سے منہ عوام ہوتے و مجھ کو کو بھیاں آتا ہے کہ مسلمان  
اس حقیقت تک کیوں نہیں پہنچتے۔ اسلام بچاؤں سے جو ان کا ہاتھ مشا  
رہے ہیں کیوں پرزور ملو ہوئے ہیں کیا وہ آسمانی نہیں سمجھتے جتنا سنا تھی  
پہنٹ قاری سے

بھو جت کا شہید

اپنے ان خیالات کی تائید میں دلائل کو میں کسی آدھ وقت  
کے لئے مٹوری رکھ کر اس جگہ پہنٹ بھو جت صاحب آپ سافر اگر کے سالہ  
شہید پر ایک جواہر دیو لکھتے ہیں۔ اس غرض سے کہ جت ہی اپنے آپ سے  
مسلمان ہندو سیم جن کو ایک جگہ مٹوری کے مالک کے ساتھ رہتے اور ان جی ایک  
کرن لے ہاتھ لگے اور اب عرصہ سے ان کی توجہ میں نہ روف ہیں وہ لکھتے ہیں کہ کوئی ہندو  
انگریز ڈھنگ ہی سب لکھ کر کہتے تھے وہ صرف تھے مارتے تھے بھاشوں کے مت  
کا کھنڈن کہ تھے انھوں نے لکھے کہ اس مت کے کچھ ہر گز کا کھنڈن کرتے تھے۔ ہر میں  
ان کا صفت کہ کہیں صدمہ نہ ہو کہ کہہا ہے ہر وقت رہا تھے اسانی و صفت ہندو  
اور وہ تھے اپنے کوئی میں پہلے پانچاٹے ہندی میں جو رنگ تہا ملا



ہست ہا ہر دیکھنے پائیں اور دوسروں پر بھی روشن ہو جاوے کہ آپ کتنے پائی ہیں۔

گیتا یا فرسیاب اس سال کو اکبر کے آبا دکتے ہوئے شہر کے مکان چاہیے تھا جس کے لشکر میں اردو نے جنم لیا۔ اور جہاں تاج محل شوکت شاہجہانی کی یادگار اب قرار ہے۔ اسی کے برابر میں آریا مسافر کی ناگوار آواز اہل مذاق کو گنبد فرسیاب کی بے ضرورتی یاد دلاتی ہے۔

دہلی میں شہدائے نام اس لئے رکھا گیا کہ یہ انیسویں صدی کے سچے دھرم و پرہیزگارتی بھگوان جی آپساف کی یادگار بن کر رہے والا ہے۔ مگر نام غیر موزوں رہے گا جب تک ہر شخص جو کسی قاتل کے ماتھے سے کسی نامعلوم وجہ پر ہلاک ہو کر ملک سے شہید کا باوقار لقب حاصل کرنے کا مستحق نہ مایا گیا ہو۔ پھر بھی وہ سچا شہید نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہزاروں نے انیسویں کے سٹے ایک اصطلاحی صفت تھم کر رکھی ہے۔ آریوں کے اس مہا پرہیزگاری کے لئے

شہید نام آج تک اس سے بھی بڑھ کر نہیں ہے کہ لیکن نام "شہید" تھا۔ اور "شہید" یا کیسا اس سال کا نام زیادہ جارج ہونا چاہیے۔ کیونکہ خدا کا خواستہ سماجیوں میں غلط فہمیاں تھیں کہ صرف مسافر ایک شہید جو چشم بردوز ہتھول نہ تھوکتی آریوں کے اندر دھار مکہ شہیدوں کی کمی نہیں۔ اور وہ خود شہید کے جائز نہیں۔ لیکن انہوں میں میں خوب جوتا۔ جو اس طرح شہیدان کی رعایت سے سال کو زیادہ موزوں نام نصیب نہ ہو سکتے۔ جسے شہیدان

اس خیال سے کہ آریوں کے اندر اپنے دھار مکہ شہیدوں کی عزت کا زبردست سامان ہو رہا ہے۔ زیادہ اعزاز دیا کہ اس کے آگے نقد پالت اضافہ فرما دیتے۔ اپنے آپسوں کی جو حق تعالیٰ آپ نے کی اس کی تلافی آپ یوں ہو سکتی ہے کہ آئینہ لوگ اس کو اس کے مناسب تر نام سے یاد کریں۔

لاہور مسافر اس قدر تو چھلے رسالہ کی بے عنوانی پر لکھا۔ مگر اس میں جو آپ کا پہلا نام مسافر ہی ہے اس سے ایک عقدہ حل ہو گیا۔ شہید کے لکھنے کا بار بار اعلان کرنے پر بھی میں حسب وعدہ شہید گو وقت پر نکال سکا۔ حق سلفوت کرے۔ ہم سمجھ گئے کہ ملنا میں کی یہ غفلت عرصہ تک پڑا رہے کی وجہ سے ہے۔

دوسرا عقدہ نکھائی اور چھائی کی اتاری کا بھی منقول ہے۔ اس میں مسافر کے لکھ دہلی دہلی کے جو بھی اچھا لکھن نصیب نہ ہوا۔ اور پڑھتی تھیں۔ جہاں سے شہید کے نکھانے کے لئے بروکے خواستہ نکھائیں۔ کیونکہ بصورت دیگر شہید کا جاری رہنا قطعی محال ہے۔ اور یہ بھی اندیشہ ہے۔ میرا بعض جہانیوں کی تنگ طبعی دیکھئے۔ کے لئے شہید ایک بار گراں ثابت ہو۔

میں کو اس سے کہ آریا متر بہت ہی کے تعزیر کیسا تھی کہ کھول کر ماتم نہیں کر سکتے۔

میں نے ان کے جنت جی کی اس شہید سے جو کہ علوم ہو گیا۔ کہ شروع سفر کے پہلے مضمون کا جو عنوان قائم کیا گیا ہے۔ یعنی بائبل کا جتنا اس میں پیشتر پڑتا ہی کے موگو رہی بات کو دل سے۔ اور شاید قدر سے

قبیل آپ کے بھونڈے مذاق کو اور ہم کو ترس بھی آتا ہے اور ہم بھی۔ نہ آپ اپنے رسالہ کا کوئی مناسب و زیب نام رکھ سکے اور نہ اس میں اس مضمون کا جو ہمارے متعلق تھا۔ اور ہم کو یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ زندگی جی کی اور علی بن باقوں کی طرح یہ عمر جی جی بالکل افسوسناک ہے۔

حق یہ نہیں کہ جس مضمون کی کتاب کو زندہ کہہ سکتے ہیں۔ اس معنی میں مہربان غریب ہی زندہ تندرست چھوٹی چھوٹی ہے موت کب کبوری کے بھی کوئی آثار اس کے چہرے پر نمایاں نہیں۔ حتیٰ کہ خواب کو بعد حیران اپنی زبان سے اقرار کرنا پڑا کہ مہربان یعنی چھٹی دسویں کتاب جو اس وقت دنیا کی آبادی کے سب سے بڑے حصے کو نہانی کا کام دے رہی ہے۔ یہودیوں کی قدرت اور سیکرٹریز کے عداوتوں کی انجیل میں؟ بھلا جو کتاب دنیا کی آبادی کے سب سے بڑے حصہ کو جوہر قار اور شمار دونوں کے اعتبار سے بڑا ہے۔ یعنی ہرگز نہیں جسے کو نہ ہائی کا کام دے رہی ہو جس کو خارج کر دینے کے بعد جلدت مٹونا ایراد صبر ہر جائے اور اس نظارہ کو سب دوست دشمن بادل شاد و نا شاد آنکھوں دیکھ رہے ہوں۔ اس کو کسی پندے کا مردہ کہنا اس رانڈ کا سراپا رانڈ کی مثل ہوئی جو کدے سے بننے لگی۔ مگر کسی جوان صحت خواں سال کے گھوڑا اڑاتے نکل جائیے ہم کو کہنے لگی۔ "تیرا اجناساڑہ نکلے"

میں سمجھا ہے کہ ابھی شہلا میرا بھی نکلے والا ہے جو زندگی جی کے مضمون کے زندہ دگر کا بچہ نہ رہا۔ وہ بھی شہلا کی جگہ سے کا ہے۔ ۱۰

مہربان کی زبان اور سن چھوٹا کتنے بڑی بات یا اس سے بڑا اس کو ضرور معلوم ہے کہ جو کتاب تمام مہربانوں اور شائستہ سکول اور بی ادبی تاجداروں کی سرگشتہ یعنی پوچ اور پرسش کی چیز ہو اس کو کوئی مردہ نہیں کر سکتا۔ "زندہ" بلکہ زندہ کا جاوید، اسی کا نام ہے۔

قرآن مجید [ایسا ہی حال مسلمانوں کی کتاب ہے کہ سب ترکستان کے مسلمان مسلمان افغانستان، تاجکستان، ازبکستان، افغانستان میں وہ ناطق ہے، ہر جگہ اس کی تلاوت پڑھی جاتی ہے۔ ہر گیارہ کی آواز کانوں میں سنائی دیتی ہے۔ خود آکر کہانی غنائی عمارت پر اس کو زندہ کر دے۔

پروہدہ صبح [پروہدہ صبح کی کتاب میں جنہوں نے ہندوستان میں ویدوں کے پانچ سماپت کا سیکھ سجا دیا۔ ان ہی نگ چین۔ جاپان۔ تبت۔ برما اور لک کے کروڑوں بندہ گن خدا کا دستور العمل یعنی ہوتی جیتی جاگتی ہیں ویدوں کے پھول [وہی کتابوں میں اگر کہی مردہ ہو تو ان میں سب سے اولیٰ پھر

پروہدہ کا نام درج ہوگا۔ مگر مردہ بھی تازہ نہیں کہ ہم اس کا جاننا کہنا کہے دل کو زندہ کر سکیں۔ صد سال پہلے ہزار سال کا مراد ہو سکتا ہے۔ مگر کیا سب سے بڑا گیارہ تینا بھی نہ رہا جتنا کسی مہربان کے مرے کی مویا۔ وہ کسی دین کا دستور العمل نہیں سماں مہربان کے دین کا بھی نہیں جن کے دہیان اس نے جنم لیا۔ جن کے دہیان بیاہو کر بستر پر گیارہ زبان و گزرتا رہا۔ اور جن کے دہیان عرصہ کی چاہی کی کے دہیان نے دم توڑا۔ اور جن کے دہیان سے سوامی پانڈے اس کا گریہ کر کے کو کھڑے ہوئے۔ وہ کسی مہربان میں زندہ نہیں اور کو

کی یہ کوشش میسر ہو چکے کہ اس کے لاشہ کو زمین سے اٹھیں اور اس کے تن بدن کو بچھڑا دیں اور زمین کو چھو جائیں۔ اور پھر سے قریب دیکھنا ہی تیار نہ رہے اس کی خبر پڑ کر رو کر نہ سہے ایک ہاتھ پھڑکی کریں اور بھارت ماننا فرزندوں سے کہیں دیکھو اپنا نام ہے

آں پیر لاشہ را کہ پیر لاشہ خاک خاکش چنان بود کہ آں آستان یافت

اور یہی کتاب ہے جس کے جوش و شایعیت میں بھروسہ رکھنے کے جو کہ زندہ کتابوں کی جگہ میں زبان دھاڑ کرتے ہیں۔ اور اپنے جمل مرکب کے زخم میں فرماتے ہیں۔

بائبل کا بیان | آج ہم دیکھتے ہیں کہ بائبل میدان صداقت میں سچائی کا سیلابی اچھلتی کودتی نکلتی ہے۔ بائبل کے کندھے لکڑی کی بجلی گئی یہ تو صدیوں کی بات چوٹی کہ بائبل نے عرصہ عالم میں قدم جما دیئے اور جیسے ماہوں کی پینا میں کوئی نہ نکلا کہ انگلی کا پاؤں سرکا سکے۔ یہاں بھی سادہ سے حرف پہنچے گا کہ منہ کا لکھ سکے۔ یہ شوق خیر بصر لیس سے یاد کیا ہے زندہ ۲۰۵۰ء اور زندہ ۲۰۵۰ء نہیں کیا میں نے دیکھا اور میں غائب ہوا مگر یہ ہر پہلو سے بائبل کی شان میں مصروف کیا آپ ہیں کس خواب غرور میں اب تو بائبل کی ساری نگہ ہی ہے۔ اور ایک جہان اس کے آگے پیچھے پروانہ وار ہے جسے کار کے غروں سے عرش کو مارا ہے۔ اور ایک آپ ہیں۔ اور آپ کی کیا بات کہ جلی رسی کی طرح بل کھا رہے ہیں اور اپنے چاروں طرف ہل کی یاد کیسے خون دور ہے میں کہتی صدیاں گئے نہیں بائبل میدان میں اتر کر تمام شرموں اور کجوں

سے گوئیے کا میابی نے گئی اور نہ کوئی اس کی رفتار کو روک سکا۔ اس کے چہرہ خواہوں کے زور اور شمار کو گھٹا سکا۔ اس نے دھرت اپنے جہنم بھوم کو تسخیر کیا۔ بلکہ تمام عالم کو فتح کرنے کے جگرور فی ماریج کیا قطع ہے قطب تک ہم نہیں جانتے کہ کوئی بات کہیں اور اس کی دلیل نہ دیں اور یہ

زندہ و مرد

کے سنے دیکھو مردہ کاہنہ ہے۔ تاخرین جانتے ہیں کہ کسی کتاب یا زبان کو زندہ یا مردہ کس منہ میں کہہ سکتے ہیں جتنا ہی جس کتاب یا زبان کا رواج ہوتا ہے

اشیائی وہ زندہ کہلاتی ہے اور ہے رواج اس کی موت ہوئی ہے۔ بائبل زندہ اس لئے ہے کہ اس کے ماتھے واسطے دنیا کی تمام قوموں اور ملتوں سے بڑھے ہوئے اور دور دور تر رفتی کرتے جاتے ہیں کوئی ملک نہیں جہاں بائبل ملے نہیں کوئی قوم نہیں جس کے ہاتھ میں بائبل نہ ہو۔ کوئی زبان نہیں جس میں وہ نہیں منبر جاتی۔ اور اگر مسلمانوں کو بھی بائبل ماننے والوں میں سے کیا جائے کہیر کہہ قرآن کا دین اور بائبل کا دین اصولاً واحد ہے۔ اور قرآن بائبل کا مصدق۔ تو ساری دنیا کے اعظم اور شہسوار بائبل کے قبضہ میں آجائے جس بائبل ملے نہ صرف تعداد کے لحاظ سے زیادہ ہیں بلکہ علمی و فطری و تمدنی و حیثیت کے لحاظ سے بھی اقدار کے بہت بڑے پڑے کہ جسکی کو اگر سارے جہان کو یکساں پوزیشن کی طرح ایک سالم جسم قرار دیا جائے۔ تو بائبل واسطے اس کا اعلیٰ حصہ ہوں گے اور ان کے سوا کونسی بائبل۔ پس بائبل اب کے افضل ہتھیار ہے نہ صرف کہ واسطے لوگوں کی کتاب ہے۔ اس کی چھ لہجہ دنیا میں جانتے۔ اور کیا تم نے اپنی انگوٹھی انہیں دیکھ لیا کہ بائبل کی طبع وہ جنہیں تم شہور کہتے تھے یہ ہیں گئے۔ پس



کوئی زندہ دل تو اس کو مردہ نہیں کہ سکنات سے سکنات انکسارت جی کی تعریف میں کہا  
 گیا ہے کہ اس پر سورج غروب نہیں ہوتا مگر سکنات انکسارت اس دنیا کا حدیث  
 ایک گوشہ ہے جس پر سبیل کا غروب نصف النہار پر ہوگا۔ رہا ہے برضا فاس  
 کے وید پر ہونے سے کہ کسی اہمیت کا اطلاق نہیں ہو سکتا وہ نہ صرف  
 غیر درجہ ہوگا بلکہ اس کا علم بھی نہیں ہوگا۔ اور وہ نیاں ہیں  
 میں وہ تھے اور وہ بھی جو اس کے کلی شوش ہو گئیں۔ اس کے ساتھ والے  
 اور اس کے ورنے والے سب کیفیت دیکھ رہے ہیں کہ وہیں کا پوند ہو گئے  
 نہیں گرو غبار ہو کر چھوڑ کر کے سکنات انکسارت اس سے بھی بدتر ہے  
 پھر وہ دشمنوں کے ہاتھ سے ہلاک نہیں ہو کر صبر کرنا۔ اس کے دوستوں  
 نے اپنے گھبرائیں اس کا گھبراہٹ دیا۔  
 ہم اس کے ثبوت میں خود آج مسیحی بزرگوں کو شش کر رہے ہیں۔ ان  
 کی شہادت سنو۔

ویدوں کی بے رفاہی 

نمال سبیل پر سورج چھو کر نکلتا ہے۔	مسیحی زمانہ آج کل
خدا جاویدوں کی پیدائش کا خیال کیا کرتا ہے۔	وہ خدا

  
 ویدوں کے رواج بند ہونے کا زمانہ ہے۔ تمہارا بھارت کے بعد جیسا ہے

لے آئے زندہ دل ساقی یا سقیاں ہی کہ پہل سے کہیں کہیں تھے اور انکو سبیل  
 سبیل میں داخل ہو کر تھے۔ یہ تھے کہیں ناہانان ان کا گناہ گناہ ان کو پانی پانا اور ان کو  
 رہتا تھا ان کی کھلی کا کھنجر ہے جس کو ان کو تھامنا چاہی وہ سبیل کا کھنجر ہے جس کا کھنجر ہے جس کا

ویدوں کا رواج بند ہوتا ہے۔ اب تک ہر امر دنیا پر آتشیں نازل ہو رہی  
 ہیں (ویدیا چر ۱۳۵) اور سرسوتی جی بھی بڑے بڑے فرما کے ہیں  
 پانچ بزرگوں سے پہلے سوات کے ویدک دھرم کے اند کوئی مذہب نہ تھا۔  
 ہمارا بھارت کا جنگل خطہ جو ویدوں کے رواج کی عدم موجودگی کے باعث ہوا  
 ان کی اساتذت بندہ جانتا ہے۔ ہر جگہ جہالت کی تاریکی زمین پر چھائی رہتی ہے  
 پانچوں بابت شروع سے ختم ہوا۔ تہذیب نامہ لکھن، بلکہ آغا خان سے بھی بدتر  
 بتلاتے ہیں اس گناہ کی بنا جنگ ہمارا بھارت سے ایک ہزار سال پہلے ہی ختم ہوئی  
 تھی (ایڈیشن ۲۵)

جب بہت سے بڑے بڑے عالم باہر ہمارا ہندوئی ہمارا جنگی ہمارا جنگ  
 میں رہے تھے۔ (ابہت سے مرگئے تھے) وہ ویدک دھرم کا ہمارا دور ہونے  
 لگا۔ ..... جب برہمنی علم سے بے بہرہ ہوئے جب چھتری ویش اور  
 شتو وید کے بے علم ہونے میں باقی کیا رہا۔ قادیان سے وید وغیرہ شاستروں  
 کا باسحق پڑنے کا رواج تھا۔ وہ بھی چھوڑ گیا۔ صرف روزگار کی خاطر پانچ  
 مائو صرف طوطے کی طرح پڑھنا، برہمن لوگ پڑھتے رہے۔ (ایضاً ص ۳۵)  
 اور پھر کچھ وید پڑھنے والے کی مثال آپ بتلاتے ہیں کہ وہ شخص سستھا تو  
 یعنی کندہ ناتواں ہے اس کو غیر ذہنی شتو کی مثال سمجھنا چاہیے وہ شخص ناکش  
 ہے جس طرح کوئی انسان پاخانہ پونج سے لڑا کر اس کا استعمال نہ کر سکتا ہو  
 پھر مکتا (۱۹) میں مرے پر سورج کے اس ایک ہندو کو شش کر رہے ہیں  
 جیہاں لوگ مسخرہ ہوتے آتے ہر جگہ اس طرح تین سو برس تک چلیوں کا

ساز رہا۔ لوگ دیروں کے اصل مطلب و فیر و بخت سے محروم ہو گئے۔ یہ قریباً  
 اٹھ سو فی ہزار بریس کی بات تھی۔ انہوں نے جب دیوں سے بڑھتے ڈر دھائے گئے  
 پیرت اور بر سر پر وہ خبر کے دپاک، ہسپتال کے دوران کو بھی لایا۔ پہلے  
 جید و غیرت کو مذہب پائیں تھیں۔ انہوں نے پہلی بخت سا ظفر کیا۔ اور ان کو  
 ایسا پہنچائی جب وہ خوف اور شرم کا رنگ لائے۔ تو اسے مذہب کے پروگرام تھیں  
 اور شہر دیووں کی عزت اور ہر کے دامن پر چلنے والوں کی بے عزتی کرنے لگے  
 اور مذہب سے منہ نہیں دینے لگے۔ دستیار و تھوڑا سا کاش (۱۳۷۵ء) اس سے  
 تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ اس طرح پوچھا کہ وہ چھپتے لوں کا نہیں کرنا چاہتا۔ اور  
 تھے چھتری بنانے پر تھے اس طرح ان میں ہوسالی کے اندر دیروں کو پیروں نے  
 نالود کر دیا۔ اور شکر اچھا ہے۔ انہیں اور دیووں کو پیدا کیا۔ مگر محدود ایسے ایسے  
 کہتے خود اس سے پہلے بھی اس دربار سال کی ملت میں چھپنے کے دیروں  
 کی عمر تائی جاتی ہے جن کی خبر ساری کی کو کچھ نہیں ہو سکتی یہ ایک عزت ناک اور  
 درویش قصہ ہے لیکن یہ بے شمار اندھا دیواروں سے کہتے شرم نہیں آتی کہ  
 وہ دنیا کے شروع سے اب تک برابر قائم رہے۔ ان میں میری فرق نہیں آئے  
 پنا دیو یا چہ شمال سنگھ ص ۱۱۰

لیکن اور تھیں وہ صرف مری نہیں تھیں۔ بلکہ چھوٹے ہرے ہو گئے  
 اگر دھڑ سے لوٹ کر اسیوں کو کوئی پہنچاتے بھی نہیں اور وہ دھڑ سے اندر  
 گھسنے نہ تھے۔ ہمال سنگھ صاحب ڈوٹے ہیں یہاں کے لوگ تقریباً پانچ ہزار  
 برس کے عرصہ سے دیروں کے رواج پر بند ہو جانے کے باعث اپنے فقیہ و معمر

کو اس قدر بھول گئے ہیں کہ اب وہ انہیں اور معلوم ہوتا ہے۔ اسے جسے یاد رکھ  
 کہ وہ صرف طبیعت لطیف کرتی ہے بلکہ اس کا اصلی اور پہلی طبیعت میں نہیں بلکہ  
 روشن نظر آتا ہے۔ ..... جب سوا ہی جی ایسے کے مدنی نے پانچ ہزار  
 برس کے بعد پھر دیروں کی اصلی سہ ہاتھوں کو پہلانا شروع کیا .....  
 انہیں وہ چھپا لیا۔ یہی برسی معلوم ہونے لگیں کہ وہ اس کی روشنی کو روکنے  
 کے لئے ہر سے تائیں اور وہ ان سے نہ کرنے لگے۔ دوسرا چھتر ہزار برس  
 میں حالت یہ ہے جس کے لئے ان کے کتاب یا دیون یا زبان کو مروہ گئے اور وہ  
 یہی مروہ یعنی غیر ہر روج، وید ہیں جس کے چلانے یعنی شائع کرنے کی کو شول  
 میں پشت دیا نذرہ کے اپنی عمر عزت کو اتنی۔ مگر وہ کو نہ دینا تھا نہ دینا۔ پنا دیو  
 حد و قائم ہو گئی۔ یعنی پنا کی کھیر پگیا دیا۔ لیکن ام کے کسی رسد کا نام ہے مروہ  
 ضرور صاف پنا ہے۔ اس سے ہیں روئے ہے۔ وہ مروہ و گارڈ یا جھلانا  
 لہی میں برساتا یا چہ نہ دیو کو کھانا سب برابر ہے +

اگر کوئی کہے کہ بانی سنسکرت کے عالم تو اس وقت بھی ہندوستان میں  
 موجود ہیں گھال خال ہی سی۔ اور چھتے ہی موجود ہے جس تو اس کا جوہر اریو  
 کی تھان سے محض ہے۔ سنسکرت کی مراد یہ کہ ہیں پڑھنے سے وید چھتر میں نہیں  
 سمجھتے۔ سنسکرت کو سمجھنے کے لئے عام عمر اس کے مطالعہ میں صرف کرنے کی  
 ضرورت ہے۔ گھال سنگھ دیا چہ چھتر ہے۔ اور مذہب کے ذہنی سنسکرت ان  
 حالوں کا لفظ اصل کا ذکر کیا ویدک سنسکرت کے مسلم الہیات، استادوں کی  
 شان میں کافی بی فرشتے۔ ٹاؤن۔ آؤٹ۔ ساتوں۔ جی۔ دھر و غیرہ جیسے



ویدوں کے خلاف آئیں۔ اس آئینہ میں جو انگلیکستان و برطانیہ کے باشندے اور  
 ان کے کمال پر پورے انہیں کے مطابق اپنے اپنے ملک کی زبان کے کچھ ترجمہ کر  
 ہے۔ اور نیز بعض آریہ وید کے ٹولوں نے اسی سے ملے جلتے پرارت دھندلی  
 و غیرہ انہوں میں ترجمہ کئے ہیں یا اب کرتے ہیں۔ وہ سب غلطیوں سے  
 پر اور اصل سے دور ہیں۔ اچھو کا نشانہ ملک آریہ وید کے باشندوں کی  
 سائیں اور اسی دھرم و غیرہ کی تفسیر میں اس اسی غلطیاں پر ہیں۔ یہاں  
 سائیں اپنا یہ عقیدہ کہ جو زمانہ سماج کے خیال سے دنیا میں عزت حاصل کئے  
 کئے تھے اپنی اپنی مرضی کے مطابق لکھ کر ترجمہ ہو کر ہیں ان سے جو بڑا باری  
 نقصان پہنچا۔ اس کو دور کر کے لئے ہم سنہ ۱۸۵۷ء کے شروع میں  
 مطالب کو شامسوں کے مطابق جہاں تک ممکن کی صاف سے ظاہر کر سکے۔ ایسا  
 ہمارے دل سے تو بالکل اعتبار اٹھا جاتا ہے۔ اب ہم اس کے گذرے زمانہ کی  
 کیسے اور ہیں کہ سوامی جی سائیں اور اسی دھرم سے علم و فضل میں بڑھ کر ہیں اور انھوں  
 نفسانی میں بحث کر کے کہ ان لوگوں کو تو ایسے زمانہ میں عقیدت حاصل ہوئی جب  
 علم و سنہ ۱۸۵۷ء کے زیادہ رائج تھا اور ان کے دھرم کو کہہ سکتے کہ بہت طاقت  
 لوگوں کو تھی مگر ویدوں کی طرف سے ہماری اس پہچانتے ہیں جب ہم کہوں  
 کہ کہتے تھے ہیں کہ وہ کسی کے لئے آگے تھے اور اسی میں جو ہمیں دیا وہ عالم  
 جو سنہ ۱۸۵۷ء کے رشی اور تپسوی ہیں اور یہ منہ مذہب جو تاجی واصل ہیں انھوں  
 دینا چاہتے تھے۔ انھوں نے دھرم و سولہ کی رکت پر تو کسی واقعہ کا کیا تھا  
 دینا اور ویدک علم اور اسی سے ویدک دھرم اور ویدانتہ والوں کی کوفائی ہے

اور انہوں کی زبان اور اس سب کا حاصل یہ ہے کہ سوامی دینا منہ سوامی جی اس  
 زمانہ میں ویدک وید کا علم وید کے ایک ہی سہے شکل عالم ہوتے ہیں اور ایسا  
 تو یہ کہا ہے کہ قطب شمالی ہے جس تک پہنچو یا لنگا کی طرح صرف دینا منہ کو  
 رسائی ہوئی مگر وہاں تو قصہ دین کا انکان ہے یہاں وہ بھی نہیں ہے  
 ان کو کہتے ہیں کہ اس سوال پر یہاں جوتا ہے کہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کے علم کی تعلیم کیسے ملی  
 تو دینا منہ کافی نہیں کہ کچھ ولی دلی راستے مشن سدا انھوں نے ان پر جانے کر یہ کہتا  
 مصلحت جس میں ہے انھیں ناشناس سے زیادہ نہیں۔ ہم کو اعتراف ہے کہ نہ  
 تھیں سکرت کے ماہر جو دینا مارا پانچ تھا۔ ہم لوگوں کی سکرت کافی اس سے یہاں  
 ہے کہ ایک فرائسی کتاب نگویں اوی بھاشیہر جیو سکا تھہر سے  
 دیکھ کر ہے اس کی نسبت تو کہتے ہو کہ آریہ لوگ بھی زیادہ سکرت اور آریہ دینی  
 بھاشا سے ناگشتہ ہونے کے سبب سے مطالعہ سے محروم رہتے ہیں۔ بلکہ آپ بھی  
 فرماتے ہیں کہ ہمارے خیال میں اس کتاب کو شاید ہی کسی نے اصل سکرت میں  
 پڑھا ہو گا اور دینا منہ ۱۸۵۷ء کے بلکہ ہم تو وہ لوگ جو سوامی جی نہیں جانتے۔ اور  
 دینا منہ ہوتے اپنے ترجمہ سب سے بڑھ کر ان کے وید چر میں رٹھ لڑیں کہ تھیں  
 تھے نہایت کر یا ہے کہ ہندی بھاشا نہ جانتے کی وجہ سے کچھ لڑے فیصدی مگر  
 آریہ حراج سوامی جی کی تصنیفات کے فیصل سے محروم ہیں۔ (اصلی)  
 کا نام ہے اس ہندی بن سے جو سوامی جی دینا وید کے ایک ہی سہے شکل عالم تھے  
 جب وہ تھے تو کیا لکھا تھا اناد جو کہنے تو کیا بنا تھے۔ مگر دینا منہ کے سنہ  
 ہر سوامی جی کی علمیت سدا نہیں۔ ہندوستان کے نامی گرامی ہندو تھے ان کی

مسلک سے لڑائی نہ کی اور اولیٰ ولہ نوازی بھی اور ان کے وہ جہاں میں کہ جنگیال  
 لڑائیں۔ یہودیوں نے کہا کہ یہاں تو اس جنگیوں کے زمانہ میں کچھ ایسا لڑائی کوئی  
 ہرگز نہ ہوئی نہ کہ انہوں نے کہا کہ یہاں تو اس جنگیوں کے زمانہ میں کچھ ایسا لڑائی کوئی  
 جواب میں یہی کہہ سکتے ہیں جو اس کی جگہ میں کہہ سکتے ہیں کہ یہاں تو اس جنگیوں کے زمانہ میں کچھ ایسا لڑائی کوئی  
 کہ جس نے یہاں کہہ سکتے ہیں کہ یہاں تو اس جنگیوں کے زمانہ میں کچھ ایسا لڑائی کوئی  
 بات نہ کہہ سکتے ہیں کہ یہاں تو اس جنگیوں کے زمانہ میں کچھ ایسا لڑائی کوئی  
 بردھان سے (سیدنا جبریل علیہ السلام کی شان سے)

وہ بھی ناخوش  
 ہرگز خفا نہ کرنا دے کہتے ہیں۔ اگر سوامی کی اپنے عقیدے میں  
 تھے تو وہ میرے گریں سمجھے اور نہ کوئی اور سمجھا سکتا ہے اور خدا ان کی شان میں  
 مباہلہ کرتا ہے اس لئے ہر مذہب میں اسے ہر مذہب کی ہدایت ہے۔ ہر مذہب بات سمجھ ہی سوا ہی  
 سمجھ سکتے انھوں نے میرے گریں کو سمجھ ہی نہیں سکا۔

[illegible]

الہی عوید علیٰ کو مثل منطق الطیر کے سمجھا لیں۔

محمد کے ناک پکڑنا، ہوں، مگر اسی سے بھی ایک عجیب تریات منظم ہے یہاں  
دنیا کے افسوس رفاقتا ہے۔ والہ۔ ادا کر دے ادا کر دے ادا کر دے ادا کر دے  
ایک وید نزل کیا ہوتا ہے یہاں سے شروع ہوا۔ ادا کر دے ادا کر دے ادا کر دے  
ہو چکا ہے۔ ادا کر دے ادا کر دے ادا کر دے ادا کر دے ادا کر دے ادا کر دے  
ادا کر دے ادا کر دے ادا کر دے ادا کر دے ادا کر دے ادا کر دے ادا کر دے  
ادا کر دے ادا کر دے ادا کر دے ادا کر دے ادا کر دے ادا کر دے ادا کر دے

[illegible]

वेदः शतः २१ । ४ । २ । ३

असि वायु पितृवस्तु त्वं ब्रह्म सत्त्वमसि यदुद्वह्यत  
सिद्धिं धर्मं कुरुतु सायं लक्ष्मणम् ॥ २३ ॥

[illegible]







مگر کہتے ہیں کہ تصدیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور شہادت دینوں کو کفر و نفاق  
السان کے ٹاپہ سے، درجہ علوم کے نامور اشاعت کے لئے بتا دیتے (۱۹)۔  
پس لفظ اوستی کی طرح، ان تفسیروں کو دیکھ کے ساتھ قلم جو ناپا پیشہ، مگر ٹڈا فوس  
موسیقی دیکھ کر دیکھ کر کسی نہ کسی تفسیر کے وجود کی بھی سوچی گئی ہوگی۔  
کے پیچھے، حالانکہ یہ تفسیر کے ایک کتاب کا نام ہے۔ جس میں یہی صلوحتی  
کا جو سرست کی آدی میں ہوئی، یہی پیدا نش کے تفسیریں دست بقا شش  
چندی میں پیشتر (۲۰) کے کتاب ویدوں کی کوئی تفسیر نہیں، یہیں آئیوں کے  
کسی تفسیر کی بھی نہیں۔

۱۸) پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دیکھ کر یہ کہاں سے آئی۔ اس کا  
پہلے جواب سوا ہی ہے، اس عبارت میں دینا چاہیے، یہ جب آتماؤں میں وید  
کے حق قرار پر ہے، تب تفسیروں نے وہ تفسیر، اور تفسیروں کی زندگی کے حالات  
و نسبتیں رکھیں۔ اس کا نام براہمن رکھا، یہی برہمن جو وید کا نام اسے جس کی شری  
منا ہے، پکا شری ہے۔ ۱۹) زہر قلم سے ہندوؤں کی اصطلاح میں براہمن بھی  
وید میں داخل ہیں، کیونکہ وہاں وہ وید میں تفسیروں کے بناتن تفسیر کا قول ہے  
کہ تفسیر وید میں وید کا نام وید ہے۔ نو اگر براہمن کی معنی میں وید کی شری تفسیر  
ہو، تو کہہ سکتے ہیں کہ تفسیر وید کی شری کے معنی سے پہلے تفسیر تفسیر و

۲۰) قرآن مجید اور تفسیر میں کوئی حد نہ ہے، جس کا یہ کہہ سکتے ہیں کہ تفسیر وید  
۲۱) ۲۲) ۲۳) ۲۴) ۲۵) ۲۶) ۲۷) ۲۸) ۲۹) ۳۰) ۳۱) ۳۲) ۳۳) ۳۴) ۳۵) ۳۶) ۳۷) ۳۸) ۳۹) ۴۰)

حق و تفسیر قلم رہے مگر افسوس سوئی ہی یہ بھی نہیں سن سکتے تھے صرف تفسیر  
سننا کو وید تفسیر میں ہی نہ ہوگا، ورنہ اس کے علاوہ براہمن نام کی کتابیں  
جن میں ان کی شری ہے۔ ۱۰۰۰ اور ویدوں کی، ایک ہزار ایک  
سہا سہا شریں ٹاٹا میں جو وید کے تفسیر کی شری ہیں، جن میں ایک وید کے مطابق  
چس کہ تفسیر وید کا صحت نام نہیں کہہ سکتے کہ تفسیر کی ایک کتاب ہے

۱) وید کا یہ یوں کہ تفسیر میں اس کے ساتھ ایک بات تفسیر میں  
وید کی صحت میں کہہ سکتے تھے، قلم وید تفسیر کے ہاں تفسیر ویدوں  
۲) وید کی صحت میں کہہ سکتے تھے، قلم وید تفسیر کے ہاں تفسیر ویدوں  
۳) وید کی صحت میں کہہ سکتے تھے، قلم وید تفسیر کے ہاں تفسیر ویدوں  
۴) وید کی صحت میں کہہ سکتے تھے، قلم وید تفسیر کے ہاں تفسیر ویدوں  
۵) وید کی صحت میں کہہ سکتے تھے، قلم وید تفسیر کے ہاں تفسیر ویدوں  
۶) وید کی صحت میں کہہ سکتے تھے، قلم وید تفسیر کے ہاں تفسیر ویدوں  
۷) وید کی صحت میں کہہ سکتے تھے، قلم وید تفسیر کے ہاں تفسیر ویدوں  
۸) وید کی صحت میں کہہ سکتے تھے، قلم وید تفسیر کے ہاں تفسیر ویدوں  
۹) وید کی صحت میں کہہ سکتے تھے، قلم وید تفسیر کے ہاں تفسیر ویدوں  
۱۰) وید کی صحت میں کہہ سکتے تھے، قلم وید تفسیر کے ہاں تفسیر ویدوں

۱۱) وید کی صحت میں کہہ سکتے تھے، قلم وید تفسیر کے ہاں تفسیر ویدوں  
۱۲) وید کی صحت میں کہہ سکتے تھے، قلم وید تفسیر کے ہاں تفسیر ویدوں  
۱۳) وید کی صحت میں کہہ سکتے تھے، قلم وید تفسیر کے ہاں تفسیر ویدوں  
۱۴) وید کی صحت میں کہہ سکتے تھے، قلم وید تفسیر کے ہاں تفسیر ویدوں  
۱۵) وید کی صحت میں کہہ سکتے تھے، قلم وید تفسیر کے ہاں تفسیر ویدوں  
۱۶) وید کی صحت میں کہہ سکتے تھے، قلم وید تفسیر کے ہاں تفسیر ویدوں  
۱۷) وید کی صحت میں کہہ سکتے تھے، قلم وید تفسیر کے ہاں تفسیر ویدوں  
۱۸) وید کی صحت میں کہہ سکتے تھے، قلم وید تفسیر کے ہاں تفسیر ویدوں  
۱۹) وید کی صحت میں کہہ سکتے تھے، قلم وید تفسیر کے ہاں تفسیر ویدوں  
۲۰) وید کی صحت میں کہہ سکتے تھے، قلم وید تفسیر کے ہاں تفسیر ویدوں





کر لیں۔ جیل کی کوئی گلی نہیں نکلتی +

صاف ٹھیک مھر سکے بنا دیوں گے اندر یکساں کھانہ پوری حروف کفرہ ملنے میں  
جن کی ترکیب سے عبارت لکھی گئی ہے۔ رونا نہ در رنگ ان کو کوئی نہ سمجھا۔ وہ راز  
محرورہ تر رہے۔ بعد مدت دریا کے نیل کے زمانہ سے قریب ایک چھوڑ ستیاب  
ہوا۔ چھوڑ صرفوں کی کبھی تھی۔ اور اپنا اس کھید کی مدد سے وہ کتبے پڑھنے جا  
سکتے ہیں۔ چھوڑ کو لکھنے کا حسد لکھ کو لکھنا سچ ہے۔ خاص خاص انداز جن  
کے خاص خاص منہ مقرر کرتے گئے۔ اور خاص خاص امتحان کو ان کا معجزہ  
ہے۔ انکی اور کئی طرحی خطوں۔ دن میں امیر بادشاہ کے ذریعہ اس طرح پہنچائی  
جاتی ہیں کہ میراں کوئی پرانی رات۔ پورے پانچے۔

یہ ایک سنہ۔ میں وہیں میں شہر کے اعلیٰ سے ایک ہے جن کی کئی کھو گئی تھی  
یا ایک کا ٹیکہ۔ جن خور کا وہ نشان بنائے گئے تھے وہ کھو ہو چکے ہیں وہ ستر  
یا مہملی لچرہ گئے۔ جس کی جتنی ہمت ہوں کو کھینچ کر تیرا رہا گئے تھی  
رحمان کی کل کھانا اور دین سے چھوڑا جاتا ہے۔ دیا مسدود ہے۔ سے پہلے ماک  
کھانہ کھا رہا کہ کچھ میں نہ تھا۔ تھیں۔ کتبے بہت کتبے تھے جس قدر وہ تھیں  
سیاچہ کا میں وہ پڑھ کر صحت۔ ہم کتبے میں وہ اب تم کو بھی سامنا پڑ گیا کہ یہ  
کے ہیں۔ سنہ لکھ کر ایک نیا سبب۔ ہی کا کیا یہ برنگہ دارا میں جو ہم نے کہا  
تھا اس کو میں ثابت گئی کہ وہ ایک ویدہ ہر وہ جس در س کا انبار آکر ہر ہر  
تکے کرادیں۔ سبب تھیں۔ ہزار در لیا وہ کیا کر سکتے تھے۔

وہوں کی۔ چھوڑ چھوڑ کر لکھی اگر کھو جاتا ہے بھی شامیں تو ہم ایک پڑھے

واقعہ کا ریکارڈ کے نگارہ روزگار اسٹراٹھٹا وہ بند و بندت تعمیر ہونے لگے  
جنگت گرو سو جیل بند سے ہوا۔ ہر روز۔ ہر چھوڑ کے کتبے سے اپنے متوال کی تھی  
میں گواہی دلائے دیتے ہیں۔ ہندوستانی کا ایک ٹیکہ کے نزدیک وید کو ہر چھوڑ  
وہ اس کی تعمیر میں اس طرح کرتا ہے جیسے اپنے سر سے چوڑے پتروں کی۔ اور  
س کے دل میں کبھی خیال ہی نہیں گذرتا کہ اس کو اس کے لیاہ کوئی اور ہا مسلم  
ان سے ہر سکتا ہے۔ کیونکہ وہ ہندوستان کے زندہ غریب کے قلم مقفوم  
نہیں۔ سب سے کم کو اگر کچھ بھی کہی ان کے ساتھ پیدا ہوا کرتی ہے تو معصرتا ریخا  
نہایت مست ہے۔ کوئی ہے وہ میں۔ کو کھائی ہندو لیا نہ ہو۔ پورے دم رات

اجیتے وید۔ بذات ویا نہ دے جو اجیتا ہے وید کا کوئی کیا اس کی حقیقت بھی  
کھنے کے قابل ہے۔ آپ نے دیکھ ہر ایک کھانا پکا تھا۔ یوں تمام رہا۔  
نا۔ دیکھ وید پر جو ایک چھوٹی سی کتاب ہے۔ جس لکھ۔ اور وید پر قلم نہیں لکھا  
تہا بدس شے کہ اس میں ماری میں ہی کرن اور سقا طرسل دھتیرہ کے نقش منظر  
نہا وہ میں۔ ڈر تھا کہ میں وہ سترے تار اور جانیوں سے لکھ گیا تھا۔ اور اس

دہندری ہر شہر۔ زکوس نکلا جس کو کھائی شے زمانہ سلطنت میں بنائی تھی کہ ایک  
عزیز قرار دیا۔ ان کا نام ہے کہ کبھی قدر کی۔ ان کا بیان ان پر چھوڑ گیا کو اللہ کوئی۔ کوئی  
اجوڑن غریب لکھی ملی کھوں۔ وہ ان کے ہر دو جو ذکر و برکروں۔ پس ایک کی ساری  
دشنام اس کو کرید وید کی کئی کتبے جس میں گئی آئی وہ شہر ہے  
بھوکا ہے۔ میں کو ایک شہر اپنی سستہ کرت میں لکھا اور ساتھ ساتھ اپنی



اقوال پر اور وہ بھی اس طرح سے

ہر سے بخاور و زلزل کن گشت برین گویہ کہ ساکب سحر بخود راہ و در کم منزل را  
 دینا سندی دھرم اور کہ کن کا دین ویک دین نہیں اور نہ وید سے کوئی شکست  
 کی جیتا گاہ رکھتا ہے۔ اس ایک مونی کی بات سے روشن ہے کہ سرزمین  
 چند کی ہر قوم میں جڑ تبت نہ کرکٹ کے عکس کو زیادہ نہ نہ ولی بھی شہد ہر دین  
 حق میں سے مہندو دھرم کے قریب ہی تم مصلوبین شکستہ جن کے درمیان اب نکسا  
 رواج ہے کہ برہمن ویدوں کو حرف بھرنے کی یاد کرتے ہیں تو یہاں یہ کیوں نہ کرنا  
 وچن کے ویا خد کو بھی بتلاتے ہیں یہ اہل کمال۔ یا با ستند گان کا شی ان  
 سب میں دینا سندی ست اور دینا سندی بھاشیم مرؤد ہو گیا۔ حالانکہ یہی  
 وہ لوگ تھے جو ویدوں کے پڑھنے اور سمجھنے والے تھے اور جو ان کے پروردہ پر  
 سب سے زیادہ پیمان کئے تھے کہ ویدوں کے ساتھ کسی شے کو موا فقیت  
 ہے مگر اس دین نے اگر پناہ پائی تو ان لوگوں کے درمیان جو وید و وید کا نام  
 تو دیکھا معمولی سنسکرت سے بھی بے بہرہ تھے بلکہ انھوں نے بھاشا سے بھی جیسے  
 پنجابی لوگ۔ اس کا ذکر ہم اوپر کر چکے اور وہی تھی بھاشا ہے جو ہندوستان  
 میں ایک دفعہ اور مچکا۔ یعنی جہنم کی اتنا عت مد جس کو بیت لوگوں  
 نے قبول کر لیا تھا لیکن ہمارا کاشی قنوج مغربی جزیرہ مقامات پر رہتا تھا  
 میں سنائی ایک نے اس مذہب کو قبول نہیں کیا دینیار تھ پر کا ش ۳۴  
 یہی وہ مالک ہیں جو ان آریہ سماج نے کسی جز اس بکری دینی وہ مالک  
 پر جس نے دینے کا کوئی کچھ سمجھ سکتے ہیں نہ وید کو جس نے خدا اور کہ

اور کس طرح اپنی گشت اگل آئے سنسکرت جدتے و ان کی تواریخی کی کہ پائند  
 کی سنسکرت تک میں کوئی نہیں پڑھ سکتا۔ بلکہ ہمارا جیور کے دینا سندی  
 ہندی تو ان نہیں تھے تو ہم پوچھتے رہ جاتے ہیں کہ آپ کے احکام عیش  
 اتنے سماج کا تیز نیم اس شوس میں جو تیز بڑا حکم ہے اس کے کیا تھے کہ وید  
 ست و قادیان کا پرستگ ہے وید کا پڑھنا پڑھنا شفا شفا سب آریوں کا ہر  
 دھرم ہے۔ پس کیوں بھی بات نہیں کہتے کہ ہمارا وید تو شرافت پر کا ش ہے۔ ہم  
 کیا جانیں کہ وید کیا ہے ہم تو دینا سندی پر این لائے جو اس نے کہہ دیا وہی وید  
 ہے۔ ہم تو وید وید صفت اس نے بکارنے جاتے ہیں اگر گرجی مہاراجی قنوج  
 کہ گئے کہ بھوکوئی کسی سے پوچھے کہ توہر کیا مذہب ہے تو یہ جواب دیتے کہ  
 ہمارا مذہب وید ہے یعنی جو کچھ ویدوں میں لکھا ہے ہم اس کو دیتے ہیں  
 سبنا تھ پر کا ش باث آخر اگر ہم آریوں کو ان کی ناواقفی اور اندھی تقلید کی وجہ  
 اندھوں کے سے سنو رہا ہیں تو ان م سوا کی بھی پر عایت ہوتا ہے مگر نہ کوئی سماجی  
 اندھا نا کی آپ کو مری کرنے کے لئے یہ کہہ دے کہ سو جی ہی ہی صندرتھے  
 کہ نہ کہ یہ قول ان کے وہ وید شفا کا ہے۔ جو ویدوں کے پڑے فاضل  
 تھے۔ ان کا یقین تھا کہ دینا کے سب علوم کا مخزن وید میں ..... ویدوں  
 کے پروردہ کے اور سے مت پرستی سے انہیں نفرت تھی اور انھیں مری  
 ہی پہلہ مر جہد اور کاشنیک اندھی بات ہی ہے کہ جس طرح آریہ سماج  
 بوجھے سوامی جی کی دینا تھ سوامی جی نے کسی مری رنگ لایا تھا جو اپنے  
 ہر دم شد کو کا ہے کہ اب اللہ اللہ کی بات ہے کہ وہ سچے سچے آریوں کو بھی



تبرکات و تحفہ و انوار و ...

نہی تھی تب سب کو دیکھ کر میں نے کہا کہ یہ لوگ تو ہندو دھرم کو تنک کر کے ہندو مت  
کا نام لے کر فرق نہ کر رہے ہیں، ان کو تو اس قول سے ابھرا کر میں نے کہا کہ اگر وہ  
گول سے جو سلطنت نکلتی ہے اس کی حالت تشریح کی کہ وہ کس طرح کی سلطنت ہے اور  
ہو اسے اور اس کو دیکھ کر ان کو پتہ چلے گا کہ اس کو تو کس طرح کی سلطنت ہے  
اس لیے کہ میں نے اس میں صرف ایک بات کہی تھی کہ یہ لوگ ہندو مت کے  
۲۷ نصف میں بیان کر رہے ہیں ۴

[illegible]

کس نے آئینہ بر سر آئینہ بزم و درگاہ اجمال شود معدوم

کیا خوب ہوتا جو آپ جیسے ویرگ دھرم کا سندن کر دیتے اور پھر عیسائیوں اور مسلمانوں کے دین کا کھنڈن کرتے جن کو آپ نے کچھ بھی نہیں چھوڑا۔ لیکن آپ عیسائیوں کے پاس مصلحتوں کے واسطے تو کوئی چیز موجود نہیں۔ عداوت و ادا و رندہ کھنڈن پر ہے۔ مگر اس کے لئے ایک خاص قابلیت درکار ہے۔ جو اس گروہ میں شروع سے نہیں دیکھی گئی۔

پس ہم پھر دیکھتے ہیں کہ آپ نے بائبل شریف پر کیوں کدو کیا؟ یہ کیا کر کے لکھا؟ جی جواب دیتے ہیں کہ ابھائی آپ کو نے کے سات دعا میں دیوہ مقدس۔ لڑا خدا تھا۔ تری یا شمس کا بیج کنگ مقرران۔ تہیت وائیل راہی بائبل کر یک مدعی کا نسل میں ایک ایک کتاب ہے۔ اور ہر ایک کا یہ دعویٰ ہے کہ جو کتاب سب سے پہلی میں آئی ہوئی ہے وہی خدا کی کتاب ہے اور جو کتاب دیکھو دعویٰ میں وہ سب سے پہلے ہے۔ لیکن یہ سب جھوٹے ہیں۔

پس کوئی شہید ہوا ہے کہ ہم متفق عاصیہ بنوس۔ یہ سجدہ فی حق کتاب ہے۔ قرآن۔ اور جب وہ کتابیں دیکھو وہ سری کی ہم پر کتاب میں دیکھو۔ ان میں جو کتابیں ہیں وہ اپنے سے کسی کی مصدق۔ ہاں اس قدر ہے کہ ان کیوں کہا ہے کہ سب سے پہلی پڑوں کے دو دوسرے حق میں کی ان کو علوم تھا کہ ہمارے دیوہ کی اہمیت ان کے لئے تھا کہ وہ کو کا ہے۔ اور وہ سب دیکھ کر ان میں سے کسی کی حق معلوم ہوئی تو اس کی تائید نہ کر سکتے۔ پھر دیکھو کہ جو کون سے دیکھو کہ ان کے لئے ہیں ان کی کوئی رافقی جو ان کیونکہ تو خود ان سے جو کہہ کہ ان میں

اپنے وقت میں اظہار میں حب و ہر کئی ہزار سال قبل مر کے بلو یا منیب ہو چکے تھے۔ پس کچھ عرصہ سجدہ سے کہ ہندوستان میں جہاں چاروں دیوہوں کا

مزار ہے اور لوگوں کو ان کا نام یاد دہشت جب حضرت برہما نے اپنے دین کی تلقین کی تو انہوں نے دیوہوں کی تکذیب کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا۔ بلکہ ان کو خوب پانا کیا۔ پس اگر کوئی بنا سے حماست ہو۔ تو ہندوؤں کے اوتار رہا تا بہرے ہو جائے۔ اور ان کی کتاب تری ہندو کا

سے نہ بائبل مقدس سے اور یہ لے وائیل سے۔ عیسائیوں کیساتھ بہت جی کی شہر پہلی گئی ہے۔ اس لئے ہم قدم قدم پر آپ کی یہ رہ رہی کو روکتے جاتے ہیں شاید کبھی براؤ اختیار دے نہ ہم لکھنا سیکھیں +

پس دیکھو ہندو جو ہم پرال کرتے ہیں کہ کچھ خدا یا تیل پر کیوں تو ہندو لڑ رہی؟ جواب دیتے ہیں کہ ان کے یہاں ایک کتاب ہے جس میں عام عہد صوف دیہ قرآن و بائبل

پہلیں ہی ایسی کتاب ہے۔ جس میں ان کی نسبت ان کے پیرو، اہم کا دعویٰ کرتے ہیں۔ سو دیکھو خدا مت اور قرآن کی ولادت پہلی کتاب کچھ ساری کی نظر سے چھوٹی پڑی ہے۔ کیوں کہ جواب کہیں نہ مل سکتا۔ لہذا مشکل کے بھی کوئی تھکے؟ اور حقیقت یہ ہے کہ ان کے اہل بائبل جو ان کی وہ سب سے پہلی میں ہے اس سے بائبل کے متعلق بھی بہت سی باتیں ہیں کہ جو بالکل قابل ہی نہیں ہیں اس چھری کی کتاب کو کچھ ہم بائبل کے قدر کرتے ہیں +

پس دیکھو ہندو کہ ان کی کتاب کا کوئی عقول تو دست لکھا گیا ہے۔ لیکن اس میں اگر ہندوؤں کے دیوان کوئی کتاب راجح الوقت ہے۔ تو وہ عرف کا لکھا گیا

تلسی داس کی بے مثل ہرودیز راہنہ ہے، ہر گلاس کے پاٹ کر نوالے ہر  
جگہ رام رام سید رام ہر گرام لیلہ اوداس کے بعد گہری سمجھ دلوں میں گینا او  
عوام کا رافہ ہم ہیں ست نواں کی کٹھا جسکے چہرے لوگ باجی کر سنا دیتے اور  
دکھانے لیتے ہیں۔ رہے وہ رسواں کی حقیقت ہم نے، ہم چند چتر جی کی رہا فی سوا  
دی سب ان کو، ہم بند میں رائج مانا صفت وید نی رہی ہے، سو دھرم  
ویدک دھرم ہمیں غم خود سچ، سب سے چلا ہے ہو، جو دھرم ان میں رائج  
ہے۔ وہ پورنٹ دھرم ہے، اور اگر آپ آریوں کا نام میں تو ہم کہیں گے۔ کہ  
کے آدی وکے پیر شد ہی، سو وہ چاہیں، وید کہ ہے ان کے درمیان جو سب  
راج ہے وکستہ چھو کا ش ہے، ان کا دید ہے، مگر اس کو اور دھرم وید  
کو جس کا نام ہم ان کی زبان سے کہتے ہیں یہ تیرہ اصل ہے کہ باقیل باقران  
دین سب کا مقابلہ وید ہے، پھر وید کا صداقت پر وہ کوئی کہ ہیں  
میں جو آریہ سچ نے انھیں جن کے بعد دے آپ دیر منڈن سے متنی ہو گئے  
ہر کو تو آج تک نہیں پتہ لگا۔ بہتر ہے ان کہتوں میں جو بہت ہی اصلی پابری  
ہوں اور چار کھنڈن کے واسطے ہمارے باس سجھائیے اور اگر آپ نے حضرت  
نوحؑ کو پایا ہے تو ایسی کوئی کتاب اب کھڑی ڈالنے وغیرہ دیان کی کھنڈن میں  
عمر نہ طالع فرمائیے۔

پہ تو ہم کہہ چکے کہ باقیل کے متفق آپ کا معتمد خودوں کی کار لسی  
ہے، اب یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس بحث میں پڑنے کے لئے آپ کے پاس کوئی  
حلیہ بھی نہیں بکریہ کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ آپ سب بحث کے ہاں

ہو بہت کی نہیں چھانچے روچا دکھات چو آپ کے قلم سے شروع و آخر میں  
کل گئے ان سے ہر واقعہ کا پر یہ امر روشن ہو جاتا ہے۔

مثلاً کے طے ہر ایک آپ کی شروع ہم بند کی علی ہے جس کی اصول  
ہم کہتے دیتے ہیں وہ یہ کہ اصل باقیل لاطینی میں ہیں، ہے دوسرا آپ کے  
مضمون کا وقت یا غیر جس طرح وہ نہیں محو سب اثنیٰ ہرانی کر کے سب  
سے بڑے خدائی پیغمبر بن گئے، اسی طرح ہر سوا خداوند خدا بن گیا اور باقیل میں  
ہی خداوند خدا کے قصے کہیں نہیں دھڑک کر یوں کے حالات سے بھر کر پڑی ہے  
وہ کچھ ہے ایک روحانی اور باقیل کتاب ہونے کے بد شک و شبہ خدا کا  
جنگ ہا ہے۔

باقی میں یہ باقیل پڑت جی کہ باقی حقیقت سے ہیں، بعد آپ کے کلمہ تراش  
نہیں کہ ان کو یہ بھی نہ معلوم ہو کہ ہر کس زبان میں ہے۔ اور باقیل کیا  
ہے اگر کوئی عیسائی ایسے با حقیقہ و ذرا واقف شخص سے گزرنہ چوں تیر  
چہ لوہے جا نہیں۔

شاہد اس رے میں کسی شوقی ہونا کہ انھیں پڑت جی نے مسدول  
کی تیرہ میں کیا اور خدائی کی ہے، کیونکہ کیا کیلج کے بڑے نام اور دست  
ہیں۔ سلاں سالہ ان کی یہ تحقیق سن کر ہر را اسٹیفیا علی مودو گیا کہ قرآن  
جس کے لغوی معنی نہایت بڑے ہیں۔ اگر ہم کسی وقت یہ کہیں کہ وہ سب  
اور باقیل نہ قول میں ہیں۔ اور وید کے غری حلقے پوسٹی ہیں اور ان میں کلم قول  
دوانہ دلی کی اتالی کا تذکرہ ہے، تو ہم بھی پڑت مجبورت کے بڑے تحقیق



جو چاہیں \*

اب ہم پوچھتے ہیں کہ بائبل کے کیسے لکھے، دیکھ چکے تھے کہ آپ کو تسکین نہ ہوئی۔ وہ خدا پرست کو تکلیف لگا کر نہ پڑی \*

سرافت، کسب پر  
مناظرین کو پسند و ستان ہیں کوئی نہ سنے گا یہ بیان کو ان کے  
منہ مانگے دلائل صداقت یا حیل پر دیکھتے جس بات میں آپ کا عقیدہ قسبی  
حاصل ہو ہم وہی کہہ گئے۔ وہ آپ کو دیر طاعت تک پہنچا دیتے \*

پہنٹ جی فرماتے ہیں کہ اس سوال کا بھلا نہ صرف اس طرح ہو سکتا ہے کہ  
الہام کا ہر ایک مکی میدان میں آئے۔ وہ اپنی اپنی صداقت کا جہر دکھانے  
اور آخری فیصلہ اس سوال کا بھی ہو گا کہ ایک ایک عبارت نامہ میرا صداقت  
پر دل با جاوینا اور دیکھو خود ہی اپنے لئے فیصلہ کر لیگی کہ سات میں سے  
کون چھا اور کون چھوٹا ہے \*

پہنڈ ہی نے کیا بات کہی! دنیا خود ہی اپنے لئے فیصلہ کرے گی۔ اور ہم نے  
یہوں کے بعد کسی کی کیا بات کہنے سے لگا چکی تھی۔ اور حال ہی میں  
اور وہ دونوں کا ہر گرم جہر ہے۔ جس سادہ سادہ اور عقلی تھوڑا سا دیکھا گیا۔ ب  
ساقی و دیوار دینے کے وحش حاصل کرنے چلے \*

وہاں زندہ و ستا۔ دینے کے ایک بہت چھوٹے مگر بہت تیز چھوڑے اور  
صاحب خود گروہ۔ نہ اس کو منتخب کریں۔ وہ ان کے ہاتھوں اور دوسری زندہ  
ہے۔ ان کا کوئی عمل یا جانور وہ لیا ایک زندہ ہے جس کی ہر ایک جس کے خاندانی

میں تھوڑے لوگ ہیں لیکن شیعہ ہیں سب پر قرآن اور حدیث پرست ہیں  
اور اس کے برعکس ہے کہ دلائل کو آرام سے بسر کرتے ہیں۔ لہذا ہائی اور گویں  
یہی بڑے بڑے مخالفین جو اس میں جیسے کہ عورت کی سادہ کی خوشی میں  
شریک ہوتے ہیں۔ وہ صرف حدادہ دیکھنے میں نامل نہیں کرتے۔

دوسرا تری پانچ کا۔ ممالک الہیہ کے کرداروں پر دھوکے لگے اس کو  
منتخب کر لیں۔ وہ آج تک زندہ رکھا۔ اور اب سے وہ وجود میں آئی ہر زندہ  
ہے۔ اور کتنی قوتوں کو زندہ کر بخش رہی ہے \*

تیسرے بچے کہ گئے۔ بل چین کا سا ہوا ملک اس کی حیات سے وابستہ ہے  
کتنے قرن گزر گئے جب اس کا انتخاب ہو گا۔ وہ آج تک جہاں ہے زندہ ہے  
مرا نہیں \*

چوتھا۔ پانچواں اور چھٹا دھیرا قرآن و حدیث و جیل ایجنٹ  
بائبل ہیں۔ ان کا انتخاب اپنے اپنے دھیرے میں عالمگیر انتخاب ہے۔ جتنے ڈر  
ان کو حاصل ہوتے کسی کو کہی جاتے تھے نہ ہو سکتے ہیں۔ اس کی زندگی کا جو  
شخص کا شہر اس کو مرنے والا ہے۔ پھر ہر کسی اسے خود کیں رنجیت  
اور یہ کون نری حقیقت ہے۔ مہا نرسے باطل طالی کہ زندہ بطریق حسن  
صرف انہیں کو کہہ سکتے ہیں۔ اور ان میں بھی زندگی نہیں تو قیام و  
ماہیت میں روشنی بھی نہیں۔ اس حقیقت کو ہم اور کھو کھوایا کر چکے \*  
ساواں دھیرا ویل مقدس۔ جو نہایت جی کی قدرت میں اول برتھا۔  
اس انتخاب میں نہیں ہو گیا۔ اپنے ملک میں اپنی قوم کے دینا بنے گھر

میں اس کے معنی میں پیسوں و گروہ داروں کا اس کے لوگوں سے نہیں کرنا سیکھتا  
کو نہیں۔ وہ کسی قسم کا دین نہیں کسی ملک کا مذہب نہیں اس کی غلامی میں  
کوئی گروہ نظر نہیں آتا اس کو کوئی ہیستہ نہیں اور ہمارے گناہ ہم آریہ کا  
ہو۔ وید ہم گیا۔ ویدک دھرم مرگیا۔ آج نہیں ہزار سال ہوئے چھپکا۔ دنیا نے  
خود ہی اپنے لئے وید کی صداقت کے بارے میں فیصلہ کر لیا۔ اگر آج شد ہوتا  
ماہر کی طرح کوئی جو وید پڑھا۔ ادا اس کے مذہب میں سمجھوتہ کا اور پچھلا جوش  
ہوا ہوتا۔ تو اس وقت اس کو آریہ سماج چھوڑ کر عیسائی بن جانا پڑتا۔ کیونکہ وہ دنیا  
کے فیصلہ پر چھوڑ کر چکا تھا ریشہ کنواریا کے زہ کے جی زیادہ قتل کے بچے  
تھے مگر یہ حضرت کا مقام ہے۔ وید ہا کو اس سے بچ کر حاصل کرنا چاہیے۔ سو اسی  
دینا نہ لے۔ اسلام کی کھنڈن میں کچھ کہنا تھا جو اس وقت کے سب حال ہے  
وہ آریہوں کی تفریح کے لئے اس جگہ نقل کرتے ہیں۔ جو یہی بودہ مذہب ہے  
وہ بھی محدود ہو جاتے ہیں۔ ان کی ترقی کا ذکر کیا ہے۔ سبب غلط  
ہاں۔ (۱) سو اسی کا قول ہمارے لئے کوئی نذرہ نہیں  
گاہ ہاں کہ گود کے نادان اور غلط برداشت نہ لیں  
اس لئے ہم اپنے خیال کو بائبل کے ساتھ کر رہے ہیں۔

صاف باتل پر  
فلسفہ جدید میں *Materialism* اور لیونین یعنی ارتقا لیک  
پر ہی نہیں  
اس پر سند ہے جس کا کلہر ہر تین سالانہ پڑھتا ہے۔

*Struggle for existence and the survival of the fittest*

اس کا مطلب جو مذہب زبان میں یوں ادا ہو سکتا ہے جو ان کے لئے چکے  
ہیں۔ وہ عیدنگاشت ہو ہی ہے۔ جو سب سے قبل ہوا پس وہی بچ نکلا تمام  
قویں تمام نہیں تمام حکومتیں تمام لغات تمام تمدن تمام مذہب تمام  
شرع اور مذہب میں اسی قانون کے نذرہ ترقی ہوتی ہیں یا فنا ہوتی جاتی ہیں  
یہ طرقت کا نسخ و نسخ ہے جس کی زد سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ اس کی دھیا  
پر جو حقد پڑا۔ ہذا اسی قدر اس میں زندگی کا دم موجود رہا۔ وید اس کو سوتی  
پر کھٹے گئے اور فنا ہو گئے۔ نئی آدم کے روحانی تقاضوں کو دور اند کر کے  
وہ اپنی فطرتی موت سے مرے۔ اب کوئی ان کو جید نہیں سکتا۔ ان کے چلنے  
کی کوشش جیت ہے۔ روحانی تیز پال چنے سے حقیقت کو گم بہتہ سمجھ گئے  
تھے انہوں نے ویدوں کو رد کر دیا اور ہندوؤں سے اوتا کا خطاب پا کر اور  
اسے آریہ آتماؤں ہندوؤں سے کیوں بیزار ہو گئے۔ لوگوں نے اپنے لئے نئے  
نئے کنوئیں اور تالاب بہت سے کھودے تھے کہ اپنے نشہ نہیں کو تریں۔ تو ک  
بڑا ک۔ ان کی پاس ضرور کھجانی جائیگی۔ ویدوں کے چاروں کنوئیں سوکھ چکے  
وید اور بہت کنوئیں

تھے۔ ان کے سوتے بند ہو گئے۔ ہاں وہ اندھے کنوئیں بن  
گئے۔ ان کا نشان باقی ہے اور اس۔ مذہب سے پراسوں کو پانی مل سکتا ہے  
نہ کھیتی نہ جاسکتی ہے۔ پس ہندوؤں نے ان کو پاٹ دیا تھا۔ ان کا حاتم  
قائم رکھنے کو کہہ کر ان میں گرد پڑے۔ وید بھاگے۔ بائبل کا دیا داس میں  
سے کافی جوش ترقی دینا کی سرزمینیں کو سلب کہی ہیں۔ ان کے مقابل تمام  
اندھے کنوئیں چل کر تے ہو اور وہ بھی اس حال میں کہ پوری سرور سے

پانی پھر ڈال کر بے گڑھے میں ڈالنے ہوصاف پانی کو لگدرا کرتے ہو اور زندہ چتوس  
بے گڑھوں کو روکتے ہو کیا تم کا میاب ہو گئے اور یہی بے دریا کو خشک کر کے  
اندھے کنوئیں کے گھاٹ بیا دکر سکو گئے۔ نہیں ہزار دفعہ نہیں۔

سریکس رجب نام میں آکا اعلان ماجرہ رام موہن داسے سورگ ہاشی سنے جس بڑی کو بھینک لیا  
نرم لاجی اس کو چھڑاتے ہو تم نے آپ الہام کے مہار اور  
شراف کی تشریح کی ہے اور اس میں بھی مندرجہ ذیل قرآنی اس کی سب باتیں  
دعا ہی جیسے سب باتوں میں یکساں فرم گئے والی۔ اور یہی منسوخ روایات  
نہ ہونے والی ہوتی چاہیں (مذکورہ روایا جز نمبر ص ۱) آجھوں سے دیگر  
یا اپنے کے کو یاد کرو۔ باپچ ہزار سال سے وہی شروع ہو گئے۔ بے اثر ہو گئے۔ وہ  
کر دیتے گئے۔ کوئی ان کو پہنچتا نہیں۔ ہندوؤں میں کوئی ان کی شہر پر نہیں چلتا  
بہت بڑا سلوک جو کسی نے کیا تو کسی حصہ کو یاد کر دیا۔ طوطی کی طرح کی اور تم ہی دے  
پھرتے ہو ہم بیوں کو جلا دے آتے ہیں۔ اس کے بھونے بھرے معوض  
کو یاد کر لے اور وہی تمہاری سنتے ہیں جن کے کان سننے کے نہیں جیتے  
جذہ ویر جانی۔ دنا مکت اور ان میں بھی جہاں کوئی کچھ ہو گیا وہ کپ کو سلام  
کر کے چلتا جو جیسے ایتھو سرائیل۔ سمجھا اند گئے۔ زندہ۔ نصیم میں و  
بہا بھی منے کار حکار (الف۔ مہیم)

تمام شد

## ضمیمہ زندہ جاوید

آریمہ کی خامی اور دیناندی اصلاح  
کے عیوب کی محذرت ہیں سوئی جی کی کف  
کے چند واقعات غور طلب ہیں جن کو ہم  
اختصار کے ساتھ بلدیہ ناظرین کرتے ہیں۔  
سرونی جی کی حمایت میں صرف یہ کہا جاسکتا ہے  
ع روئے گل سیر ندیم ہو بدتاخر شد

آج کی دنیا ایک اثر آپ پتھے نہ پاسے کہ انتقال فرما گئے۔ جس طرح موت سے چلے  
ہل چکے تھے اگر جیتے۔ جے تو دنیا ایک لورید تھے ور شاید کچھ راہ پر آجاتے

آپ کی تعلیم تربیت سب کچھ برسی اور آبا کی پاک اڑ طبیعت سے زائل نہ ہونے  
یا یا موت نے آپ کو اپنے خیالات کی ترتیب دینے اور ان کی نظر ثانی کرنے کا  
موقعہ دیا۔

مرثی کی شان میں ہم نے آبا کی ناپاک اڑ تھک دیا۔ ہم کو اس کی سند  
دینا چاہیے۔ آپ کے چاچا جی مرثی کے گپا شک تھے جن کا بہت بڑا مہر وہما  
تھا۔ ہمیں ملکہ ان کا وہ عضو جس کا نام لینے ہوئے بھیسے مالنوں کو شرم ہوتی  
ہے۔ ہندوؤں کی اصطلاح طاعن میں جس کو لنگ کہتے ہیں۔ شامی مذاہب کی  
کنالوں میں طرح طرح کے بتوں کا تذکرہ اور قسم قسم کی بت پرستی کی خست آئی  
ہے۔ گوانی گندی قسم کی پتھر پرستی کا ان کو بھی وہم نہیں لگنا تھا۔ ان کو آپ  
گمان نہ ہوتا تھا کہ کوئی گرو انسانی جسم کے اس عضو کی پرستش کر سکتا ہے  
جس کا مفرد نام لینا ہی دینا بھروسہ شرم کی بات مانی جاتی ہے۔ یہاں ہم اس  
سوانح عمری سے نقل کر رہے ہیں۔ بھائیوں کی طرف سے راجہ کشن دتہ کے  
ترجمہ سہیا راجہ کشن کے شروع میں لکھی ہے ۴

**دلک پستی** ہمارے غیر ہندو ناظرین خشک طرز سے نہ جانتے ہو گئے کہ لنگ  
پر کیا بلا ہے۔ مرثی بتلاتے ہیں کہ وہم مارگیوں اور شہیہیل نے اتفاق  
کر کے انعام نہانی اور آکٹنا س کو قائم کیا اور ان کا نام جند دھاری رپانی کے  
سہارے رکھتے رہے، اور لنگ واکٹنا س رکھا ان بے حیائی کو دھاری  
شرم نہائی کہ کیا پا بھی ہے کہ ہم کیوں کریں دیتیا رتھ پرکش مسک ۵۴  
عضو کرہا پاچی ہے کہ کام مرثی کے پندرہ گوار ساری عمر کیا کئے اور قلیں

چاہتا ہے کہ کام آپ کے طائفان میں گشت گشت ہوتا آیا تھا یعنی آپ  
پوتروں کے ..... ہرست تھے۔ مرثی کو تھوہ برس کی عمر میں ساری جروید  
سنہتا اور دیگر دیوں کے بعض حصے اتر گئے۔ لنگو با جود اس قدر علم و دانش کے  
آپ بھی اس طرح پناچی کیسا تھوہ شہو کے ٹپا سنا کرتے رہے اور لنگ کی پوجا  
اور نہ ساری جروید کہتے تھے کہ نہ دیگر دیوں کے بعض حصوں نے آپ کی کچھ سہائی  
کی۔ حالانکہ لنگ کل اس عمر کے لنگے اکثر انٹرنس پاس کر کے بہت صاحب خود ملکہ  
شعلہ ہو جاتے ہیں۔ اور ان گندی لٹا انوں پر از خدمت کر گئے ہیں۔ لیکن ہم  
کو شک لگنا چاہیے۔ کہ جو کام عقل سلیم کے کہنے کا تھا اس کو ایک چوہا پور کر کے آیا شہو  
ملتی کے بہت کے دن ان کے والد نے انہیں برت رکھنے پر مجبور کیا۔ اس برت  
کو ہمیں ساری رات شہو کے مندر میں جانا پڑا ..... اسی اثنا میں  
وہ باپ سے رخصت ہو کر گھر چلے آئے۔ اور اپنی ماں سے کہا کہ مجھے بھوک نے بہت  
سہیا ہے۔ ماں نے ان کو کھانا دیا اور وہ کھا کر سو گئے۔ دوسرے دن جب ان  
کے والد نے سنا کہ انوں نے برت نہڑ دیا تو وہ بہت غصا ہو گئے۔

**سوشل جہتم** اس بھوک کی جملہ ہش میں ایک اور قضا متہذا۔ آپ سہ میں تھے  
جب سہ سے آدمی سو گئے تو جو سے اور اور سے شکل کر لنگ پر کرنے  
لگے اس وقت ان کے دل میں مختلف خیالات گزرنے لگے کسی وہ پوچھتے تھے  
کہ کیا یہ شیو جو چوں کو بھی نہیں ہٹا سکتا ہما دیو ایزر تعالیٰ ہو سکتا ہے ...  
... سو اسی جی کو اس رات پور میں چ گیا کہ شہو کے لنگ پندرہ نہیں ہے  
وہ کوئی اور نہیں ہے۔



اگر کچھ کی بات اہل کتاب کی خوش قسمتی سے آپ جھوک سے بے صبر ہو جائے  
 تو غالباً ساری عمر رنگ پرستی میں اسی طرح گرفتار رہتے۔ جیسے آپ کے ہر  
 بزرگوار یا سنے اور ہم نہیں جانتے زیادہ شکوہ ہم کو اس کا چونا چاہیے والد  
 ماجد کا جھوٹوں نے برت رکھ دیا تھا۔ اس مقدمہ سے چوسنے کا جس نے آپ  
 کے خیالات میں ایک انقلاب پیدا کر دیا کیونکہ جو لوگ اسخ الاعتقاد میں  
 اوپنٹ کو ایمان سے مخدوم نہیں رکھتے ان کا تو چہرہ کو دیکھ کر عقیدہ اور ختم  
 رہا تھا کہ **بھئی** جو مانا ہے کہ جو پا ہا ہون (مرکب) ہے گنیش کی کاچو  
 سفید یعنی ہما ہو کے فرزند ارجمند ہیں آپس چوسے کا شیوہ لنگہ کو نشانہ  
 زندگی سے تعبیر کیا جاتا ہے جس کے ذہن کی ضرورت ہما ہو کی کوئی نہیں  
 تعجب ہے کہ وہ منتروں کی تو لب نے اسی ایسی دقیق اور بعد اوقاس تاویس  
 گدیں۔ مگر جو ہے اس کی فہم کی پیمائش (یعنی) تاویل نہ ہو گی جس کا باعث  
 سوائے اس کے اور کچھ نہیں نظر آتا کہ وہ کچھ پاس لے آپ کو دوا کر رہا تھا  
 اور پٹ پڑ جانے لگا پوجا کی طرف سے بے اعتقاد جس سے آپ کے اعتقاد  
 پر کبھی صرف آتا ہے۔ اور آپ کی قوت فکر پر بھی۔ یہ تو وہی مثل چھوٹے  
 بھگت ناموں کو بالائے لوہائی کھنٹی بالائیہ آئے جس کی عمریں ان کا گلو  
 پوینٹ ہوا اور گائتری اور سیکریدہ سنہنٹی انہیں پڑھایا گیا۔ اسے کاغذ اگر  
 حضرت پریم **اس وقت** ان کو کیا سنہ پورہ سہتا کے کوئی شخص قرآن سے  
 کی سرگزشت **حضرت** اہل سہی کی سرگزشت گجراتی میں ترجمہ کوکے سہتا کہ  
 کس طرح وہ دنیا غافل کا پاپ یعنی شامی، دہان دلوں کا مروت اہل دنیا

شاہزادہ مہملی ہما دھون مستشار علی۔ چاند اور سورج کی پرستش سے فوج  
 گیا تھا۔ تو مرشی موصوف کو اس کے ہما دھو میں تک شہر رنگ پرستہ سانی  
 ٹکرائیٹل اور اس چہرے کا شکل دہونا پڑتا کہ وہیں کو چاہیے کہ ہندو کی  
 تالیف قلوب کا خیال جانے اس اور جاسے اور کے چہرے کی شبیہ کو اپنا  
**سورج کے شا** ہندوئی نشان بنائیں اور جاسے اور کے شا کے مورخ رکشا کو چہرے  
 لئے ذمہ سمجھائیں۔ اور اگر ہم کو بھی اس مقدمہ سے چوسے کا پتہ لگ جائے تو ہم اس  
 کی نسل کو بھولیں اور شیواں کے قریب چھوٹیں۔ شاید کوئی اور کم کردہ  
 دیانند کی طرح صراط مستقیم پر لگ جائے۔

ہم کو دیانند کے سوا کس کو اس مقدمہ پر برتری ملتی آتی ہے کہ سوامی جی  
 کو اس بات پر یقین ہو گیا۔ کہ لنگہ لنگہ پرستہ نہیں ہے وہ کوئی اور چیز ہے  
 اس قدر تو آپ نے مان لیا کہ وہ پرستہ نہیں مگر لنگ کی عظمت ابھی تک دل میں  
 جاگزیں رہی ہوتی تھی کہ وہ کوئی اور چیز ہے۔ بعد اورد کوئی چیز ہو سکتی ہے  
 اس میں بھی کوئی اسرار نہاں رہا۔ آپ دیا فرما تھے میں گویا وہ پاس کا پتھر  
 تھا۔ اسی وہ ایک ریزہ تھا اور میں۔

**شہ پوینٹ** چہرے آپس میں کی عمر چاہیے تو ایک شخص لالہ بھگت کی انہوں نے  
 بدست شریف کی تھی۔ آپ اس کے پاس علیہ کی فرض سے گئے۔ اس شخص نے  
 انہیں اپنا پتلا ہڈیا۔ اور ان کا نام شہ پوینٹ رکھا۔ اس کے بعد پھر تے پھر تے  
 دیا ہڈیا کے لئے۔ پتھر اور اس جیسے ایک شخص پر ہندو پرستہ سے یہ تسلیم  
 ہو گیا۔ **پانی خرم** کی۔ اس وقت ان کا تین ہزار ست یا تیر ہزار تھی بزم

جوں، یا ہو گیا۔ پھر آپ دعا نذر نامی ایک شخص سے بڑھ کر کرنا سیکھتے ہیں۔ اس طرح  
بھٹکتے مارے مارے پھر اٹھتے۔ تاہنیکہ آپ کی عمر ۵۵ سال لگتی اور سراسر میں  
سوامی دھارتا سرتوئی کے چہرے پر گرجے جیٹوں نے آپ کا نام یاد کرنا نہ کیا تھا کہ  
پتہ کہ آٹھ گھنٹے کے بعد اوائل غریب نے شہر ونگ کی پوجا میں گواہی پھر  
جواہر آپ نے ہم پر ہم کے زہم میں بسر کی۔ اعلان دونوں عقیدوں میں کوئی سرتا  
نہیں۔ پھر آپ روکا نذر کے ہاتھ پرے اور اب وجہ نذر نے ایک نئے اور سب سے  
نرالے رنگ میں رنگ دیا۔ ہر کوئی موصوفہ مہیا ہے کہ شخص روح ان دفع کا کافی  
نظر رکھی اس کی تامل اور تحقیق نہ متفکر نہ کر سکتا۔ وہ جاننے کے بعد ان کو باکوئی اور نذر  
نہیں۔ یا آپ کے دفع میں خبر ساریا کچھ اور آئے آپ بڑھ گئے لیکن کچھ نہیں کہ گوار  
پھر نذر کے ہاتھ کوئی اور رنگ نئے ہلکا ہلکا طرح ویدوں میں ایک شہر کا گور  
کا باذن ماننے رہے پھر اس نے اٹھا کر کیا۔ لیکن پتہ کہ ویدوں کے نام سے کوئی نیا  
بات پیدا کرتے۔ کہ سے کہ گور کی پاک تسلیہ میں کچھ بڑھ کر تو سچ کرتے با ویدوں کی  
ناہل میں کوئی اور فرسیر کی بات سے سوچتے۔ ہمارے وہ کھلیا ساتھ وہ اقدار ہم بالذات  
ویدوں کے منکر جو خواہ ہمہ اوست پر ہی آتا ہے۔ یا شاید ویدوں کی عدم روحانی پھر  
فکر کر کے سمجھ جائے کہ جو کلام مرہ اور بے اثر ہو گیا وہ خدا کے ہی انوکھ کا کلام  
ہو سکتا۔ مگر مشکل یہ ہے کہ آپ جلد گورین گئے مرنے لاشی نہ رہے بات کی پچ  
چوٹی ویدوں میں اعلان داریا دے گئے۔ لیکن پھر بھی اگر پتہ تو اندہ پھر نہ کرند۔  
تہہ سماج کا مرجان اس کہہنا بہا نہ کسی اور کلام دیکھ لایا۔ اگر ہوں نے مسلم  
مستحکم پڑھنا شروع کیا اور ویدوں کے سے گھر پرے ہوئے اور میں سے گئے کہ

سوامی جی کا بیٹا شہر کہاں تک پہنچ سکتا ہے تو وہ ضرور بالضرور سوامی جی کا بچپا  
چھوڑ دینے کے بعد وید پر تیار ہوا۔ ویدوں کو باہمی خبر ہوا کہ میں گئے جیسا راجہ  
رام میں نے سے کیا تھا جو اس راہ کی کل نذر اس آپ کے پہلے گئے کچھ اور جس  
کی نذر سوامی جی نے ہندوؤں کی تالیف خوب ساری رعایت سے دیکھی تھی اور جس  
کا ہاتھ ہندوؤں کے دہیان پر اصلاح کی نہیں دیکھائی دیتا ہے بلکہ ہاؤ خیالی  
ہے کہ گور کیا نذر ہے بدل تک انگریزی پتہ ہے جوق اور جس پتہ نہ تیار ہوتا تو  
آج کو آئیں سماج میں زیادہ شہرت کی نظر آتی معلوم ہوتا ہے کہ کچھ بڑھ کر پتہ کے مندر خبر  
میں حقیقت کو سمجھ کر سیکھتے ہیں۔

دیکھتے ہیں کہ ہر پتہ پتہ سوامی جی نے کون کمال کیا۔ جڑوا انگ سے ہر  
سوامی جی نے عقیدہ ہو گئے کیا اس سے زیادہ نذر ہست کا مان سے سے پتہ پتہ  
نیل کھنڈہ گور سے شامندی نہیں کر چکے جو شہر کی پاستا اور کیش کی پاستا چھوڑ  
کر عیسائی ہو گئے۔ اس کی باپ دادوں کی جہالت کی پردہ نہیں ہی سوامی جی نے  
کون کمال کیا۔ اگر کتاہور میں بہت پرستی سے ملو ان کے اپنیوں کا یہ لشر پڑا  
کہ لوگوں نے اپنے گھروں سے بہت اٹھا کر بازاروں میں پھینک دیئے تو سوامی جی نے  
اس سے پچاس سال پہلے کا حکمت میں یاد داری میں صاحب نے بازار میں دھنڈ  
کیا اور رام جی ایک عیسائی ہو گیا۔ اس نے اپنے گاؤں میں ایک شہر کا مندر بنایا  
چونا تھا۔ ..... ایک دن جب بہت سے آدمی جمع تھے وہ دیکھا کہ ہر باہر اور  
جڑی حضارت سے اس کو تین پچھنک دیا۔ اور پھر مندر گرانے کا حکم دیا کہ جیسا پتہ  
نے پتہ سے بھائیوں کو کچھ کو غیر ہست، شرانگوں میں مہاں وید کا چرچا اور لوگوں سے

نہادہ ہے ہزار ہا ہندو بت پرستی ترک کر کے عیسائی ہو گئے یہاں کے گرجوں  
 کی دیواروں میں پھینکی ہوئی مورتیاں لگی ہوئی ہیں۔ اور گرجوں کے گھڑیاں اُن  
 پیتل کے ٹکروں سے بنے ہوئے ہیں جو پہلے مندروں میں پوجا کے کام میں آتے  
 تھے (ایضاً نمبر ۱۱) اسی دکن میں ایک اوجھٹا ہے جہاں مندر کی جگہ  
 ایک گرجا تعمیر کرایا جس کی پہلی سیڑھی ایک پتھر کی مورتی کو اٹھا کر بنائی گئی ہے۔  
 (ایضاً ص ۱۲) لالہ جے چندر منتری شری پرتی آریہ پرتی ندی سجھنا پنجاب کی شہادت  
 سن لو۔ عیسائیوں کے پرچار کی کامیابی کا حال دیکھ لیجئے سینکڑوں آدمی موتی  
 پوجا وغیرہ چھوڑ کر عیسائی ہو چکے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ اپنی مورتوں کو پھینک  
 چکے ہیں۔ مندروں اور خدالوں کو گرا چکے ہیں اور ان کے استھان میں گرجے بنا  
 چکے ہیں۔ (ایضاً نمبر ۱۳) کیا تم نہیں جانتے کہ جتنے ہندو عیسائی ہو گئے ابھی  
 ان کا دسواں حصہ بھی آریہ نہیں ہوتے تم کو بڑا فخر اس بات پر ہے کہ سوامی جی نے  
 لنگ چھوڑ دیا۔ اور ان کے گرو نے ایک دفعہ سا نگرام کی مورتی کو پھینک دیا  
 (سوانح ملک) یہ کچھ وہ بغیر وید پڑھے ہوئے کر سکتے تھے۔ محض پادریوں کا اپدیش  
 سن کر یا محض دکن کے عیسائیوں کو دیکھ کر اور ہم سچ کہتے ہیں کہ ہندوؤں میں سے  
 بہت بڑے بڑے ہندو وکٹا سنسکرت کے عالم دل سے عیسائی ہو گئے۔ مثلاً پندت  
 نیل کٹھ گورے شاستری۔ پندت کھڑک سنگھ۔ ڈاکٹر کرشنا موہن بھارگی  
 اور پندت رام بابائی سوتی اویسیوں اور گرامس پایہ کا کوئی بھی ہندوؤں میں سے  
 نہیں نکلا جو آریہ ہو گیا ہو۔ ایک بھیم سین آ پھننے تھے وہ بھی آپ لوگوں پر غصہ  
 کر کے چلے گئے۔ پھر تم کس برتن پر عیسائیوں کا مقابلہ کرتے ہو۔ اگر تم بہت